بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جہات

تعبیر شریعت کا حق

کچھ عرصہ ہوا ملک کے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں ایک اسلامی سیاسی جماعت کے بارے میں ایک معروف اور صاحب علم کالم نگار کا قسط وار ایک فکر انگیز مقالہ شائع ہوا ہے جس پر تبصروں کا سلسلہ جاری ہے اور مختلف حضرات منفی یا مثبت ردعمل کا اظہار فرما رہے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کالم نگار موصوف نے ملک میں جاری ہونے والی سیاسی بالخصوص اسلامی تحریکات کا نہایت حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا ہے اور بعض ایسے اہم نکات اٹھائے ہیں ۔ جن پر غور کرنا ازحد ضروری ہے ۔ کیونکہ اس وقت ملک میں جمہوری عمل جاری ہے اور جمہوریت میں عوام کی پسند و ناپسند کو نظر انداز کرکے کوئی مفید اقدام نہیں کیا جا سکتا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اس ملک کی بنیاد اور اس کا مقدر ہے ۔

اور ہر حکمران خواہی نخواہی اسلام کا نام لینے پر مجبور رہا ہے تاہم ملک کے وہ عناصر جو واقعتاً یہاں اسلام کو قوت نافذہ کی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں جمہوری دور میں عوامی ترجیحات کو نظر انداز کرکے آگے بڑھ سکتے ہیں نہ منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں ۔ کیونکہ مستقبل میں حکومتیں اکثریتی ووٹوں سے تشکیل پائیں گی ۔ لہذا عوام کے مسائل اور ان کی مشکلات کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کرنا ازحد ضروری ہے الحمدللہ کہ ہمارے ملک میں اہل نظر و اہل فکر علوم دینیہ کے ماہرین کی کوئی کمی نہیں ہے ساتھ ہی ہم یہ بات فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس دنیا کی سب سے زندۂ جاوید اور جامع ترین کتاب قرآن کریم کی شکل میں موجود ہے اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

وہ اسوۂ حسنہ ہے جسے نوع انسانی کے لیے عظیم سرمایہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ الحمدللہ کہ اس ملت کے پاس صحابہ کرامؓ علمائے دینؒ اور اولیاء اللہؒ کے ایسے مثالی اور معیاری کردار کا ریکارڈ موجود ہے کہ اس کی بنیاد پر ملت اسلامیہ آج بھی بھٹکتی ہوئی انسانیت کو راہِ ہدایت دکھانے کا فریضہ انجام دے سکتی ہے۔ یہ وہ ملت ہے جس کے پاس ہر دور میں کسی ڈوبتے ہوئے معاشرے کو بچا لینے کا پیغام موجود ہے اس دین نے پہلی اور دوسری صدی ہجری میں رومی، ایرانی اور ترکستانی معاشروں کو جو اپنی بقا کا جواز تک کھو چکے تھے اس طرح زندہ کیا کہ وہ ساری دنیا کے مسیحا بن گئے۔ اس کا سارا اثاثہ دستبردِ زمانہ سے محفوظ ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ علمی و فکری مادی و روحانی مواد کے اعتبار سے ملت اسلامیہ تمام اقوام عالم پر فضیلت رکھتی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیا وجہ ہے کہ اتنی ترقی یافتہ ملت آج دنیا میں زبوں حال ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دنیا کے اکثر خطوں میں مسلمانوں ہی کا خون بہہ رہا ہے اور واحسرتا! کہ یہ خون بیشتر علاقوں میں مسلمانوں ہی کے ہاتھوں سے بہہ رہا ہے۔ اس کا صرف ایک جواب ہے اور وہ جواب قرآن کی زبانی سنیئے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۔ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۔ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (سورۃ طٰہٰ: ۱۲۴تا۱۲۶)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی میری نصیحت سے اعراض رکھے گا سو اس کے لیے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا درآنحالیکہ میں آنکھوں والا تھا۔ (اللہ) کہے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں پہنچی تھیں سو تو نے ان کا خیال نہ کیا اسی طرح آج تیرا خیال نہ کیا جائے گا۔

پھر اس کا حل بھی قرآن ہی بتاتا ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ (آل عمران: ۱۳۹)

ترجمہ:۔ اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مؤمن رہے۔

یعنی علو اور بلندی حاصل کرنے کے لیے اصل شرط ایمان کی ہے (اپنے جملہ مشمولات کے ساتھ) یہ باتیں جب قرآن سے ثابت ہیں تو پھر ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ رہا سوال اس بات کا کہ قرآن کو نافذ کس طرح کیا جائے تو اس کے لیے بھی ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کو عملاً نافذ کر کے خود مہبطِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں دکھا دیا تھا آپ کی وفات کے بعد جب خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دور آیا اور اسلام ایک سیلاب کی شکل میں جزیرۃ العرب سے باہر نکلا اور اسلامی تہذیب کو رومی و ایرانی تہذیبوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا موقع ملا تو اسی قرآن و سنّت کی شمعوں کی روشنی میں صحابہؓ کرام تابعینؒ اور تبع تابعینؒ نے دنیا کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو حل کیا۔ ان کا طریق کار یہ تھا کہ وہ مسائل کو قرآن و سنّت کی کسوٹی پر پیش کرتے اور اسی کی روشنی میں اجتہاد کر کے مسائل کا حل دریافت کرتے۔ ان کا یہ عمل بھی قرآن ہی کے تابع تھا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران: ١٠٤)

ترجمہ:۔ اور ضرورت ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے اور پورے کامیاب یہی تو ہیں۔

یہ سلسلہ بند نہیں ہوا اس وقت سے آج تک جاری ہے کوشش کی جاتی رہی ہے کہ اس فرض کو ادا کرنے کے لیے قرآنی احکام کے مطابق ایک جماعت تیار کی جاتی رہے۔ جو اپنے زمانے کے تقاضوں سے بھی واقف ہو اور تفقہ فی الدین سے بھی مرصع ہو اور وہ جماعت سارے دینی سرمائے پر نظر رکھتی ہو یہاں جو نکتہ قابل غور ہے وہ یہ کہ دونوں چیزیں ہونا ضروری ہیں یعنی اپنے عہد کے تقاضوں کا مکمل ادراک اور دینی علوم میں مہارت تامہ اگر دونوں چیزوں میں سے کوئی ایک چیز نہ ہو تو کام نامکمل رہے گا بلکہ بہت بڑے فکری فساد کا پیش خیمہ ثابت ہو گا۔ کیونکہ اگر بالفرض کسی قومی یا ملی مسئلہ کا حل تلاش کرتے وقت کسی مفکر کو نفس مسئلہ کا صحیح ادراک ہی حاصل نہ ہو تو بھلا وہ لاکھ عالم ہونے کے باوجود مسئلہ کا حل کس طرح دریافت کر سکتا ہے۔ یا بالفرض اگر کوئی شخص مسئلہ کا مکمل ادراک رکھتا ہو لیکن وہ قرآن کریم احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اقوال مفسرین اقوال مجتہدین اصول جرح و تعدیل اصول نسخ اختلافِ آئمہ اور ان کے دلائل سے ناواقف ہو حتیٰ کہ اس زبان کو بھی نہ جانتا ہو جس زبان میں قرآن کریم نازل ہوا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال موجود ہیں۔

تو بھلا ایسا شخص قرآن و سُنّت کی روشنی میں پیش آمدہ مسائل کا حل کس طرح دریافت کرسکتا ہے۔

فاضل کالم نگار موصوف کے کالم پر تبصرہ فرماتے ہوئے ایک صاحب نے تحریر کیا ہے کہ یہ بات بھی غیر ضروری یا قبل از وقت ہے کہ اسلام کی تشریح کا حق کس کو ہوگا اسلام کی تشریح کا حق ہر کلمہ گو کو ہے لیکن قابل قبول تشریح وہ ہوگی جس پر لوگ صاد کردیں (روزنامہ جنگ ۱۹ ردسمبر)

قرآن کریم میں ارشاد ہے

فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ النحل: ۴۳)

ترجمہ:۔ سو اگر تم لوگوں کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ دیکھو۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام کی تشریح و تعبیر کا حق ہر کہہ و مہہ کو نہیں ہے۔

کیونکہ بقول شاعر

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند
ہزار نکتۂ باریک تر ز مُو ایں جا است
نہ ہر کہ سر بہ تراشد قلندری داند

پاکستان میں اس وقت اصل مسئلہ شریعت کی تعبیر و تشریح کا ہے ایک صاحب کے جس قول کا ابھی تذکرہ کیا گیا ہے یہ تو بچگانہ ہے اس لیے لائق اعتنا نہیں ہے اور نہ اس قابل ہے کہ اس کا جواب دیا جائے۔ البتہ اس وقت پاکستان میں یہ مسئلہ اہمیت کا حامل ہے۔ کہ شریعت کی تعبیر و تشریح کا حق کس کو ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ منتخب پارلیمنٹ کو ہے بعض کا خیال ہے کہ عدالت عظمیٰ کو ہے بعض کہتے ہیں کہ ماہرین قانون کو ہے بعض کا خیال ہے کہ صرف علماء کو ہے یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر دھینگا مشتی کی جائے اگر ایک اناڑی آدمی کسی کی آنکھ کا آپریشن کر دے گا تو جس کی آنکھ کا آپریشن کرے گا وہ اندھا ہو جائے گا اگر کسی جامعہ کے مفتی صاحب کسی پل کا نقشہ بنا کر یہ

چاہیں کہ تمام ماہر انجینئران کے نقشے کو پاس کر دیں اس لیے کہ وہ مفتی ہیں تو کیا یہ درست ہوگا؟ اگر کسی یونیورسٹی کا ماہر معاشیات کسی ریلوے انجن پر بیٹھ جائے اور کہے کہ چونکہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی ہوں اس لیے میں گاڑی چلا کر کراچی لے جاؤنگا تو کیا ریلوے کا محکمہ ان کو اس بات کی اجازت دیدے گا؟ اگر کوئی ایم۔ این۔ اے صاحب پارلیمنٹ کی میٹنگ سے واپسی کے وقت ہوائی جہاز کے کاک پٹ میں بیٹھ جائیں اور فرمائیں کہ چونکہ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اس لیے مجھے اس بات کا حق ہے کہ میں جہاز اڑا کر کراچی لے جاؤں تو کیا پی آئی اے ان کے اس مطالبے کو محض اس بنیاد پر کہ وہ ایک عوامی نمائندے ہیں منظور کرے گی اور تو اور اگر ایک شخص جو ڈرائیونگ لائسنس نہ رکھتا ہو خود اپنی کار ڈرائیو کرنا چاہے تو کیا ٹریفک پولیس اسے اجازت دے گی؟ معلوم ہوا کہ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

ہم سوال کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آنکھ کے آپریشن کے لیے ایک مستند ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے ایک پل کا نقشہ تیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انجینئر اس کام کو انجام دے گاڑی چلانے کے لیے ضروری ہے کہ تربیت یافتہ انجن ڈرائیور ہو جہاز اڑانے کے لیے ضروری ہے کہ تربیت یافتہ اور ماہر پائلٹ ہو حتیٰ کہ خود اپنی کار چلانے کے لیے ڈرائیونگ لائسنس لینا ضروری ہے تو کیا شریعت ہی ایک لاوارث (نعوذ باللہ) چیز ہے جس کی تعبیر و تشریح کرنے کا ہر کس و ناکس اور ہر مرد بازار مدعی ہے اس کے لیے کسی تعلیم و تربیت مشق و ممارست علمی صلاحیت فکری قوت فقہی مہارت کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا بہترین صورت یہی ہے کہ ایسے افراد شریعت کی تعبیر و تشریح کریں جو علوم دینیہ میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ساتھ عصری مقتضیات کا بھی کامل ادراک رکھتے ہوں خواہ وہ عوام کے منتخب ہوں یا نہ ہوں۔ اگر فی الحال ایسا ممکن نہ ہو تو ایسی تنظیم بنائی جا سکتی ہے جو دونوں طرح کے ماہرین پر مشتمل ہو عباسی دور میں خود امام ابو حنیفہؒ نے ۴۰ ماہرین شریعت پر مشتمل ایک تنظیم بنائی تھی۔ جنہوں نے اپنے دور کے مسائل پر قرآن و سنت کی روشنی میں غور و فکر بحث و تمحیص کر کے عظیم الشان فقہی سرمایہ تیار کیا تھا اس کے بعد شافعی اور حنبلی مسالک پیدا ہوئے برصغیر جنوبی ایشیا میں اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ نظام الدین کی سرکردگی میں ۵۰ علماء پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ جس نے فتاویٰ عالمگیری جیسا بے مثال حنفی فقہ کا اثاثہ تیار کیا۔ کیا آج

حکومت پاکستان اگر کرنا چاہے تو یہ کام انجام نہیں دے سکتی ؟ کیا ہماری زمین بانجھ ہے ؟ کیا ہمارے فکری سوتے خشک ہو گئے ؟ شریعت بازیچۂ اطفال تو نہیں ہے کہ اس کی تعبیر کا حق ہر شخص کو دے دیا جائے اس کی تعبیر کے لیے علم کے ساتھ ساتھ تقویٰ اتباع شریعت و سنت بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن کسی ایسے شخص کو حق تعبیر نہیں دیتا جس کے قول و عمل میں تضاد ہو۔ چنانچہ سورۃ الصّف میں ارشاد ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ (الصّف : ۲، ۳)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو ! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں ۔

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ علماء خود حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر شریعت کو نافذ کرنا چاہتے ہیں ہمیں کسی دوسرے ملک سے اس وقت بحث نہیں ہے لیکن ہم بحمد اللہ پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کے قیام کے دن سے آج تک علماء نے کبھی بھی اس بات کی آرزو نہیں کی ہے کہ وہ کرسیٔ اقتدار پر متمکن ہوں ۔ رہا الیکشنوں میں حصہ لینا اور پارلیمنٹوں میں جانا تو اس سلسلے میں بھی ان کے پیش نظر صرف یہی رہا ہے کہ اس طرح وہ حکومت کو نفاذ شریعت پر مجبور کرنے کی پوزیشن میں ہوں گے جس شخص نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ امام شافعیؒ امام ابن تیمیہؒ حضرت مجدد الف ثانی ، شاہ ولی اللہؒ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، سید احمد بریلویؒ اور دیگر اکابر کے سوانح کا مطالعہ کیا ہے وہ یہ جانتا ہوگا کہ ہمارے ان تمام اکابر و اسلاف کی تمام تر جد وجہد صرف اور صرف کلمۂ حق کو بلند کرنے اور باطل کو مغلوب کرنے کے لیے ہی تھی ۔

کرسی اقتدار کے لیے نہیں ۔ ایسے وقت میں جبکہ شعائر اسلامی کو کسی اسلامی ملک میں علانیہ پامال کیا جانے لگے ۔ قرآن و سنت کے نظام کا استہزاء کیا جائے ۔ جو لوگ شریعت کی ش سے بھی واقف نہ ہوں مدعیانہ تعبیر شریعت کو اپنا حق تصور کرنے لگیں اہل علم پر احقاق حق اور ابطالِ باطل واجب ہو جاتا ہے اور اگر وہ یہ فرض انجام نہ دیں تو قرآن و سنت میں ان کے لیے

سخت وعیدیں ہیں جن سے ڈر کر علماء یہ فرض ادا کرتے ہیں اور انشاء اللہ العزیز تا قیام قیامت ادا کرتے رہیں گے چاہے اس کے لیے انہیں جیل خانوں کی سلاخوں کے پیچھے جانا پڑے یا دار و رسن کی بازی کھیلنی پڑے کیونکہ

کب ایسا زمانہ آیا ہے جب نور نہیں جب نار نہیں
تاریخ کے کس افسانے میں منصور نہیں اک دار نہیں

لہٰذا طلبِ اقتدار کا طعنہ دیکر علماء کو خاموش کیا جا سکتا ہے نہ زنجیر و سلاسل سے انہیں مرعوب کیا جا سکتا ہے کیونکہ انہیں اپنا فرض تو بہر صورت و بہر حالت ادا کرنا ہی ہوگا۔